قرآن نہ جلاؤ

تصنیف لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

عرضِ ناشر

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِس زمین پر اللہ تعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے جو اس زمین پر توحید کی دعوت دیتے رہے۔ ہر نبی پر اللہ تعالیٰ نے اپنی اِلہامی کتاب یا صحیفے نازل کئے سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اس دنیا میں رونق افروز فرمایا جس طرح حضور اکرم ﷺ کو آخری نبی بنایا اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر اپنی آخری کتاب قرآنِ مجید کو نازل فرماکر دیگر تمام کتابوں اور صحیفوں کو منسوخ فرمادیا۔ آج کے نام نہاد مسلمان جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر وہ بدبخت قرآن مجید کے بوسیدہ اَوراق کو جلانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

قبلہ مفتی صاحب نے اپنی کتاب بنام "قرآن نہ جلاؤ" میں ایسے لوگوں کے لئے نصیحت وعبرت آموز قیمتی موتی پیش کئے ہیں کہ بوسیدہ اَوراق کو جلانا کیسا ہے اور قرآن کے بوسیدہ اَوراق کا کیا کرنا چاہیے؟

اللہ رب العزت ہمیں اِس کتاب (قرآن نہ جلاؤ) کو پڑھنے اور سمجھ کر عمل کرنے کی توفیق مَرْحَمَتْ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خادمِ عطار واُویسی

محمد کاشف اشرفی عطاری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَ عَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہِ الطَّاھِرِیۡنَ

امابعد! ہمارے دور میں یہ رسم چل نکلی ہے کہ قرآن مجید کے بوسیدہ اَوراق کو بعض لوگ آگ میں پھینک دیتے ہیں بلکہ بہت سے سنگ دل(پتھر دل) تو پُرانے اور ضعیف قرآن مجید کو آگ لگادیتے ہیں۔ دراصل یہ مُہم یہودیوں نے چلائی ہوئی ہے لیکن وہ خود کھلم کھلا اس کام کو سرانجام دینے سے بِنابَرمَصْلِحَتْ(مصلحت کے پیشِ نظر) جھجکتے ہیں۔ سرانجام دینے کے سبب تجویز دینے یابات کرنے سے جھجکتے ہیں۔ اور اپنے بجائے اسلامی نام کے آدمیوں کو سامنے لاتے ہیں اسی لئے جہاں قرآن مجید یا اس کے بوسیدہ اَوراق جلانے والے پکڑے گئے وہ نام کے مسلمان اور معروف جماعتوں کے حُفاظ القرآن اور مساجد کے آئمہ پھر ظلم یہ کہ پکڑے جانے والوں کے سربراہ مولوی، اُن کی جان چھڑانے کے لئے پیش پیش ہوتے ہیں اور بوقت ضرورت جواز کے دلائل بھی پیش کردیتے ہیں۔

یادرہے کہ اہلِ اسلام قرآنِ مجید کے اَوراق بلکہ خود قرآن مجید بوسیدہ جلانے کے قائل(حامی) نہیں۔ اصل منصوبہ تو دشمنانِ اسلام کا ہے جن میں دَہریے(بدمذہب) اور یہود ونصاری وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن اِسے عملی جامہ پہنانے والے شیعہ، وہابی، دیوبندی، غیر مقلد اور فرقہ مودُودِی وغیرہ ہیں۔ اِن کے فتاویٰ اور کُتب اور ان کی عملی کاروائی ہمارے دعویٰ کی دلیل ہے۔ کیونکہ قرآنِ مجید اور اس کے بوسیدہ اَوراق جلانے والے جہاں بھی گرفتار ہوئے وہ اُنہی فرقوں کے افراد تھے۔ اس کی تفصیل اَخبارات میں موجود ہے۔

مژدہ بہار: بوسیدہ اَوراق کو جلانے والوں کو پکڑنے والے اہلِ سنت ہیں جنہیں وہ بریلوی کے نام سے موسوم(پکارا) کرتے ہیں۔

نکتہ: اس مسئلہ کا اصل نکتہ ادب اور بے ادبی کا ہے جو لوگ آگ جلاتے ہیں وہ اِسے معمولی حیثیت دے کر اپنا منہ کالا اور عمامہ سیاہ کرتے ہیں اور قرآن جلانے سے روکنے والے ادب کا دامن تھامے ہوئے ہیں۔

فقیر نے یہ رسالہ اسی لئے مُرَتَّبْ(تصنیف) کیا کہ قرآن مجید کے ادب کا تقاضایہی ہے کہ اسے دفنایا جائے یا پتھر ساتھ ملاکر دریا کی گہرائی میں سپرد کیا جائے یا اس کا ایک علیحدہ مکان تیار کرکے حفاظت سے رکھا جائے اور وہ مکان ہر طرح سے محفوظ مقدس طریقے سے ہو۔

دیوبندیوں اور وہابیوں کے کرتوت کا نمونہ: قرآن جلادیئے اور اس پر جوتے رکھوائے،

جامع مسجد صدیق اکبر ربوہ(ضلع جھنگ) کے مولوی محمد اکرم نے سپاہ صحابہ مضبوط کرنے اور شیعہ کو الزام دینے کے لئے جنرل سیکریٹری سے قرآن کے اَوراق اور سپاروں کو پانچ مرتبہ آگ لگوائی اور اوپر جوتے رکھوائے۔(روزنامہ پاکستان ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ میں ایک سائل لکھتاہے کہ،

سوال: ہمارے قصبہ میں اہلحدیثوں کی مسجد میں قرآن پاک کے بوسیدہ اَوراق اور سیپاروں کو جلادیا گیاہے وہ اس کے جواز کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کے اَوراق جلائے تھے اس کے متعلق صحیح صورت حال بیان فرمائیں۔

فائدہ: اس سوال سے تو یہ ثابت ہوا کہ غیر مقلدین(وہابی) قرآن مجید جلاتے ہیں اور اس کے جواز پر غلط سلط دلائل بھی دیتے ہیں تفصیل آتی ہے۔

انتباہ: غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے ملجاوماویٰ(ٹھکانا، مددگار) نجدی سعودی ہیں جنہوں نے حج اور عمرہ کی سعادت حاصل کی ہے وہ حرمَین طیبَیْن میں قرآن مجید کا نجدیوں کی طرف سے بے حُرمتی اور پائمالی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ وہ کیسے اور کتنے قرآن مجید کی بے دردی سے بے عزتی وبے حُرمتی کرتے ہیں اس کے لئے وضاحت کی ضرورت نہیں۔

لطیفہ: وہابی دیوبندی جہاں قرآن مجید جلاتے پکڑا گیا فوراً اُن کے مولویوں، لیڈروں (leaders) کی رَگ بے غیرت حرکت میں آجاتی ہے اس کے چھڑانے میں اتنا زور لگاتے ہیں کہ گویا کسی غزوۂ اسلامی کے قیدی کا مسئلہ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس ناشائستہ (نامُناسب) حرکت (قرآن جلانے) میں دیوبندی وہابی مولوی لیڈر (leader) قرآن جلانے کی مُہِم (کاروائی) میں جلانے والوں کے برابر کے شریک ہیں۔

اور نہ صرف چھڑانے کی مُہِم میں بھاگا دوڑی کرتے ہیں بلکہ بڑے بڑے فتاویٰ شائع کرتے ہیں اور ان میں چند نام کے مولوی کے دستخط بھی کرالیتے ہیں تا کہ عوام کو یقین ہو کہ جس نے قرآن جلایا اس نے گویا کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

دیوبندی فتویٰ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے قرآن شریف کے بوسیدہ اَوراق کو بے حُرمتی سے بچانے کی نیت سے جلا کر اس کی راکھ کو جمع کرکے دفن کر دیا ہے تو ایسے شخص کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب: سب سے بہتر صورت تو بوسیدہ اَوراق کے دفن کرنے کی ہے۔ اس کے بعد دریا میں بہا دینے کی، اگر کسی نے بے حرمتی سے بچانے کی نیت کے ساتھ ایسا کیا ہے تو اُسے تنبیہ (خبرداری، ملامت) کے بعد درگزر کرنا چاہیے کہ اس کی نیتِ حقیر و ساتھ حُسنِ ظن (اچھا گمان) رکھنا چاہیے۔ ''إنما الأعمال بالنيات''[1]، ظُنُّوا الْمُؤْمِنِيْنَ خَيْراً'' جب کہ اس کام کے کرنے والا خود بھی قائل ہو کہ میری نیت بے حرمتی سے بچانا تھی۔ حدیث شریف میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کے اَوراق کو جلایا تھا۔

وأمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة أو مصحف أن يحرق[2]

اور حکم دیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ اس قرآن کے (جو قریش کی زبان کے موافق لکھا گیا تھا) اس کے سوا اور جو صحیفے ہیں سب جلا دیئے جائیں۔

(مشکوٰۃ شریف جلد 1 صفحہ 193، بخاری شریف جلد دوم صفحہ 746 بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ جلد اول صفحہ 83)

مفتی کی جہالت دیکھو کہ دعویٰ کرتا ہے اَوراق قرآن جلانے کا حوالہ دیتا ہے ماسویٰ القرآن (قرآن کے علاوہ دیگر کتب) کا اور ظالم نے حدیث کا بھی نام لے لیا۔

نوٹ: یہ تمام مہروں والے مفتی نہیں ہاں داڑھی والے ضرور ہیں تو ہر داڑھی والا مفتی نہیں ہوتا۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ: فتویٰ میں کس طرح راز داری یا یوں کہو کہ چالاکی سے قرآن جلانے کی اجازت بخشی گئی ہے کہ بے شک وہ قرآن جلائے لیکن جب پکڑا جائے تو وہ کہہ دے کہ میری نیت قرآن مجید کو جلانے سے اس کی تعظیم (عزت کرنا) تھی۔ (سبحان اللّٰہ)

یہ تو یوں ہوا کہ کسی کو جوتے مار کر کہا جائے کہ جناب اس سے میری نیت آپ کی تعظیم تھی۔

نوٹ: اس غلط فتویٰ سے یہ تو یقین ہو گیا کہ قرآن جلانے والے بھی وہی اور فتویٰ دینے والے بھی وہی اور فتویٰ بھی غلط اس لئے کہ سوال ہے قرآن جلانے کا لیکن جواب کی عبارات میں ہے مَاسِوَی الْقُرْآن (قرآن کے علاوہ دیگر کتب) ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

فائدہ: یہ غلط تہمت بر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف شیعہ لگاتے ہیں اس جرم میں وہابی، دیوبندی بھی اُن کے شریک ہیں۔

---

(1) صحيح البخاري، بدء الوحي، رقم الحديث 1، 6/1، الطبعة السلطانية بالمطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر.

(2) صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، رقم الحديث 4987، 183/6، الطبعة السلطانية بالمطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر.

مشكاة المصابيح، كتاب فضائل القرآن، باب اختلاف القراءات وجمع القرآن، رقم الحديث 2221، 681/1، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثالثة، 1985.

قرآن جلانے والی روایت کی تحقیق: اِن تینوں پارٹیوں کا دعویٰ ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن جلائے تھے یہ ان کا دعویٰ غلط ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماسوی القرآن (قرآن کے علاوہ دیگر کتب) جلایا تھا اور اس سے مراد نوٹ بک (Note Book) وغیرہ تھی تحقیق آگے ہے۔

قرآن کا فرمان: قرآنِ مجید نے مُعزز و مُعظم اشیاء کی تعظیم و تکریم کا درس دیا ہے۔ ماں باپ اور انبیاء اولیاء یونہی اور مُعظم شخصیات کے بے ادب کو سخت وعیدیں سنائی ہیں اور تمام مخلوق سے انسان کو اعزاز و اکرام سے نوازا ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن کا اعزاز و اکرام انسان سے کروڑوں درجہ بر تر ہے۔ عام انسان کے لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو عزت دی۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ۔ (پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۷۰)

ترجمہ: اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی۔

اور قرآنِ حکیم کے متعلق فرمایا بے شک یہ عزت والا قرآن ہے۔

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ o (پارہ ۲۷، سورۃ الواقعہ، آیت ۷۷)

ترجمہ: بیشک یہ عزت والا قرآن ہے۔

اس عینِ حیات بھی معظم و مکرم ہے اور مرنے کے بعد بھی يُعَظِّمُ المَيِّتَ كَمَا يُعَظَّمُهُ الحَيُّ (مومن) میت کی تعظیم و تکریم کی جائے جیسے زندہ کی تعظیم کی جاتی ہے۔ مسلم مومن کو بتعظیم و تکریم دفن کیا جاتا ہے بخلاف اہلِ ہنود (ہندوؤں) کے کہ وہ اسے آگ میں جلا دیتے ہیں۔

عباراتِ فقہ: فقہائے کرام نے قرآن مجید کی تعظیم کا یہاں تک حکم دیا ہے اُسے کتابوں میں سب سے اوپر رکھا جائے بلکہ جس صندوق میں قرآن کریم ہو اس پر کپڑا وغیرہ بھی نہ رکھا جائے قرآن مجید کے نیچے تفاسیر، اس کے نیچے احادیث و مواعظ و دعوات ماثورہ فقہ سے اور اُس کے نیچے فقہ اور نیچے علم کلام وغیرہ کی کتابیں اللہ کا کلام سب سے بالا ہو۔[3]

(عالمگیری وغیرہ) میں ہے: جب قرآن کریم پڑھنے کے قابل نہ رہے تو اسے بتعظیم و تکریم دفن کیا جائے[4] جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی ۱۲۵۲ھ نے درالمختار جلد ا صفحہ 164 مطبوعہ مصر میں لکھا ہے: المصحف إذا صار بحال لا يقرأ فيه يدفن كالمسلم فإنه مكرم[5]

غایۃ الاوطار جلد 1 صفحہ 89 مطبوعہ نولکشور لکھنؤ میں ہے کہ مُصحف (قرآن کریم) کی بوجہ بوسیدگی یہ حالت ہوگئی ہے کہ اس میں پڑھا نہیں جاتا تو اس کو مسلم کی طرح دفن کیا جائے کیونکہ وہ مکرم و محترم ہے۔[6]

علامہ ابراہیم حلبی متوفی ۹۲۶ھ شرح منیۃ المصلی مطبوعہ مطبع محمدی لاہور کے صفحہ 466 میں فرماتے ہیں:

---

(3) الفتاوى الهندية, كتاب الكراهية, الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن, 323/5, 324, المطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر, الطبعة الثانية. 1310 هـ.

(4) الفتاوى الهندية, كتاب الكراهية, الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن, 323/5, المطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر, الطبعة الثانية. 1310 هـ.

(5) الدر المختار مع رد المحتار, كتاب الطهارة, سنن الغسل, 177/1, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر, الطبعة الثانية, 1386 هـ 1966 م.

(6) نیل الاوطار اردو ترجمہ در المختار. كتاب الطهارة. 102/1, ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی. 1399 هـ.

إذا صار المصحف بحيث لا يمكن أن يقرء فيه يجعل في خرقة طاهرة ويدفن في أرض طاهرة[7]

یعنی قرآنِ کریم جب قابلِ تلاوت نہ رہے تو اسے پاک کپڑے میں لپیٹ کر پاک زمین میں دفن کیا جائے۔

پانچ سو علمائے اُمت کا مُرَتَّبْ فرمودہ فتاویٰ عالمگیری جلد ۴ صفحہ ۱۲۴ کتاب الکراہیۃ میں اور بھی مفصل اور واضح بیان ہے:

المصحف إذا صار خلقا لا يقرأ منه ويخاف أن يضيع يجعل في خرقة طاهرة ويدفن ودفنه أولى من وضعه موضعا يخاف أن يقع عليه النجاسة أو نحو ذلك ويلحد له لأنه لو شق ودفن يحتاج إلى إهالة التراب عليه وفي ذلك نوع تحقير إلا إذا جعل فوقه سقف بحيث لا يصل التراب إليه فهو حسن أيضا كذا في الغرائب. المصحف إذا صار خلقا وتعذرت القراءة منه لا يحرق بالنار أشار الشيباني إلى هذا في السير الكبير وبه نأخذ كذا في الذخيرة.[8]

مولانا امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہارِ شریعت حصہ شانزدہم مطبوعہ رفاہ عامہ پریس آگرہ کے صفحہ ۱۱۸ میں تحریر فرماتے ہیں: قرآن مجید پرانا بوسیدہ ہو گیا اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اَوراق منتشر (جدا جدا) ہو کر ضائع ہوں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لئے لحد (گڑھا) بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ اس پر مٹی نہ پڑے۔[9]

خیرالقرون: ہمارے اکابر وہ علماء فقہاء جو خیر القرون (بہترین زمانے / صحابہ) کے آخری دور میں تھے وہ بھی یہی فرماتے ہیں اس لئے سیر کبیر میں اس کی طرف اشارہ کیا اور محمد شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے مطابق ہم احناف اسی کو اختیار کرتے ہیں اسی طرح اور ذخیرہ میں ہے۔

انتباہ: قرآنِ کریم کے اَوراق جلد قرآن میں بھی استعمال نہ کئے جائیں کیونکہ یہ تعظیم کے خلاف ہے۔(تنبیہ وغیرہ)

فائدہ: قرآن کریم اصل میں لغتِ قریش میں نازل ہوا جب عرب کے قبائل طے، ہوازن، اہلِ یمن، ثقیف، ہذیل، بنی تمیم پر اپنی مادری زبان کے علاوہ یہ لغت شاق (ناگوار) گذری تو سرورِ عالم ﷺ سے التماس (عرض، گزارش) پر اجازت ہو گئی کہ ہر ایک قبیلہ اپنی لغت میں پڑھے یہ سلسلہ خلافتِ صدیقی و فاروقی میں جاری رہا مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں اہلِ عراق و شام میں ایسا اختلاف رونما ہوا کہ ہر قبیلہ کہتا تھا کہ میری لغت (قرأت) صحیح ہے میری صحیح ہے اور ایک دوسرے سے جنگ وجدال بلکہ تکفیر (کافر کہنے) تک نوبت پہنچ گئی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فساد مٹانے کے لئے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہ قرآن کریم (صحیفے) منگایا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں بمشورہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم متفرق کاغذوں، پتھروں کی تختیوں، بکری و دنبوں کے پوستوں، شانوں، پسلیوں وغیرہ سے جمع کرایا گیا تھا جو خلیفہ اول کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کے انتقال کے بعد حضرت حفصہ اُم المومنین بنت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا آپ نے زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعید ابن عاص، عبد الرحمن بن حارث بن ہشام حفاظ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نقلیں کرانے کا حکم دیا۔ وہ نقلیں مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ، کوفہ میں بھیجیں گئیں ایک مدینہ طیبہ میں رہی اور اصل صحیفے جمع فرمودہ (جمع کیا ہوا) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس سے یہ نقلیں ہوئی تھیں حضرت حفصہ کو واپس

---

(7) غنية المتملي شرح منية المصلي, رقم الصفحة 498, عارف أفندي, 1907.

(8) الفتاوى الهندية, كتاب الكراهية, الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن, 323/5, المطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر, الطبعة الثانية. 1310 هـ.

(9) بہار شریعت، قرآن مجید اور کتابوں کے آداب، جلد 3 الف، حصہ 16، صفحہ نمبر 495، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی۔

دیئے[10] ان کی نسبت معاذ اللہ دفن کرنے یا کسی طرح تلف کرا دینے کا بیان محض جھوٹ ہے وہ مبارک صحیفے خلافتِ عثمان پر خلافتِ مرتضوی پر، خلافت امام حسن پر، خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک بعینہٖ محفوظ تھے۔

قرآن وعثمان: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بمشورہ سیدنا علی ودیگر اعیان (بارہ ہزار) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا کہ اب ہر قوم کو اس کے لب ولہجہ کی اجازت میں مصلحت نہ رہی بلکہ فتنہ ہے تمام امت خاص لغتِ قریش جس پر قرآن عظیم نازل ہوا ہے جمع کر دینا اور باقی لغات سے باز رکھنا چاہیے چنانچہ آپ نے وہ متفرق کاغذات لے کر ان کو دھو کر پھاڑ کر رفع اختلاف (اختلاف کو ختم کرنے) کے لئے آگ کی نذر کر دیئے تا کہ اُن کی موجودگی میں پھر فتنہ فساد رونما نہ ہو۔[11] چنانچہ بسندِ صحیح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہ کام (تلف کرنا) حضرت عثمان نہ کرتے تو میں خود کرتا۔[12]

روایت تحریق:

قال عثمان للرهط القرشيين الثلاثة إذا اختلفتم أنتم وزيد بن ثابت في شيء من القرآن فاكتبوه بلسان قريش فإنما نزل بلسانهم ففعلوا حتى إذا نسخوا الصحف في المصاحف رد عثمان الصحف إلى حفصة وأرسل إلى كل أفق بمصحف مما نسخوا وأمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة أو مصحف أن يحرق۔[13] (رواہ البخاری مشکوٰۃ باب فضائل القرآن) (ترجمہ اوپر گزرا)

تحقیق برائے تحقق: مذکورہ حدیث ہی مخالفین کی قوی اور آخری دلیل سمجھی جاتی ہے لیکن محققین غور فرمائیں تو مخالفین کے استدلال پر تعجب کریں گے بلکہ علمی خیانت کا مذاق اڑائیں گے اس حدیث شریف میں دو باتیں قابل غور ہیں۔

(1) تحریق یعنی جلانے کا اصل مسئلہ ماسویٰ القرآن (قرآن کے علاوہ دیگر کتب) ہے نہ کہ خود قرآن۔

(2) ان یحرق کے لفظ میں روایات کے مختلف الفاظ ہیں ملاحظہ ہو:

اِحراق سے یحرق جیسے مشہور ہے۔ "یخرق أي ینقض ویقطع ذکرہ الطیبي"[14] پھاڑے جائیں اس کے جلانے کی تصریح ممکن نہیں، ممکن ہے انہیں دھویا گیا ہو جس کی تصریح آتی ہے۔ امام عسقلانی نے فرمایا: في روایة الأکثر أن یخرق[15]

یعنی اکثر روایات میں خرق سے ہے۔

یعنی پھاڑنا ٹکڑے ٹکڑے کرنا جیسا کہ ابھی فقیر نے عرض کیا ہے جب اکثر روایات میں "خَرْقٌ" ہے تو پھر اَقَلْ (تھوڑے) روایت پر عمل کیوں اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ مخالفین نفس کے بندے ہیں کہ جو شے من پسند ہو اسی پر عمل کرتے ہیں اگرچہ وہ روایت جیسی بھی ہو۔

---

(10) فتح الباري بشرح البخاري، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، 11/9_21 ملخصاً، المکتبة السلفیة مصر، الطبعة الأولی. 1380/1390ھ.

(11) فتح الباري بشرح البخاري، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، 18/9_21 ملخصاً، المکتبة السلفیة مصر، الطبعة الأولی. 1380/1390ھ.

(12) تفسیر ابن کثیر. مقدمة ابن کثیر. جمع القرآن، 28/1، دار طیبة. سنة النشر: 1422ھ/2002م

(13) صحیح البخاري، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، رقم الحدیث 4987، 183/6، الطبعة السلطانیة بالمطبعة الکبری الأمیریة ببولاق مصر.
مشکاة المصابیح، کتاب فضائل القرآن، باب اختلاف القراءات وجمع القرآن، رقم الحدیث 2221، 681/1، المکتب الإسلامي بیروت، الطبعة الثالثة. 1985.

(14) مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، کتاب فضائل القرآن، باب اختلاف القراءات وجمع القرآن، 1519/4، دار الفکر. بیروت لبنان، الطبعة الأولی. 1422ھ 2002م.

(15) فتح الباري بشرح البخاري، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، 20/9، المکتبة السلفیة مصر، الطبعة الأولی. 1380/1390ھ.

تبصرہ اُویسی غفرلہ: سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرآن جلانے کی افواہ توشیعوں اور وہابیوں دیوبندیوں نے ایسی پھیلائی ہے کہ عوام اسے سچ مُچ سمجھنے لگ گئے ہیں اور بعض کم مطالعہ مولوی بھی اثباتی(مثبت)پہلو اختیار کرلیتے ہیں حالانکہ فقیر نے تحقیق سے ثابت کردیا ہے کہ قرآن جلانے کا سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان ہے جس کی سزا بہتان تراشوں کو ملے گی اور خوب ملے گی۔

ہاں ماسویٰ القرآن (قرآن کے علاوہ دیگر کتب) کو ہم مانتے ہیں لیکن وہ بھی جلانے والی روایت حتمی(یقینی) نہیں ظنی (غیر متدل) ہے اس روایت میں احتمالات(شکوک)ہیں جیسے فقیر نے اوپر عرض کردیا ہے توبقاعدہ مناظرہ(مناظرہ کی قاعدے کے مطابق)''إذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال'' جو دلیل میں احتمال(شک) آجائے تو استدلال(دلیل پکڑنے) کے قابل نہیں ہوتی جب مخالفین کی دلیل ہی بےکار ہے تو پھر اس کا ڈھنڈورا پیٹنا کیسا؟

ملا علی قاری شارحِ مشکوٰۃ اور مجدد گیارھویں صدی کا فیصلہ: فقیر حضرت العلامہ المحقق المجدد ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیصلہ متن پیش کرتا ہے امید طالبانِ حق کے لئے مشعلِ راہ بنے گا۔ آپ لکھتے ہیں کہ،

اختلف العلماء في ورق المصحف البالي إذا لم يبق فيه نفع أن الأولى هو الغسل أو الإحراق؟ فقيل الثاني لأنه يدفع سائر صور الامتهان بخلاف الغسل فإنه تداس غسالته وقيل الغسل وتصب الغسالة في محل طاهر۔[16] (مرقات جلد ۲ صفحہ ۶۲۱)

یعنی علماء کا اختلاف ہے کہ قرآن کے بوسیدہ اَوراق کہ جن سے اب کوئی نفع نہ ہو اُنہیں کیا کیا جائے ان کا دھونا اولیٰ(بہتر) ہے یا جلانا؟ بعض نے جلانے کی ترجیح دی ہے کہ اس طرح آئندہ اَوراق کی اِہانت(بے ادبی/بے حرمتی) سے مکمل بچاؤ ہے۔ بخلاف دھونے کے اس کا دھوون پاؤں تلے روندا جائے گا بعض علماء کرام نے فرمایا کہ پرانے اَوراق کو دھو کر کسی پاک جگہ پر دھوون(دھویا ہوا پانی) گرایا جائے۔

جلانے والوں کی تجویز کی تردید: حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جلانے کی تجویز غلط ہے۔

لأن الحرق فيه نوع إهانة[17]

کیونکہ جلانا خود قرآن کی بہت بڑی اِہانت(بے ادبی/بے حرمتی) ہے۔

قال ابن حجر وفعل عثمان يرجح الإحراق وحرقه بقصد صيانته بالكلية لا امتهان فيه بوجه[18]

یعنی ابن حجر نے فرمایا کہ اگرچہ جلانے کا فعل رائج ہے حضرت عثمان کے فعل سے لیکن ان کا جلانا اِہانت(بے ادبی/بے حرمتی) کی نیت پر نہ تھا بلکہ وہ ہر طرح کی اِہانت(فتنہ وفساد) سے محفوظ کرنے کے ارادہ پر تھا اور یہ بھی اُس وقت ہے کہ انہوں نے قرآن جلایا ہو تو حالانکہ انہوں نے تو ماسویٰ القرآن(قرآن کے علاوہ دیگر کتب) جلایا تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ،

لأن صنيعه كان بما ثبت أنه ليس من القرآن أو مما اختلط به اختلاطا لا يقبل الانفكاك وإنما اختار الإحراق لأنه يزيل الشك في كونه ترك بعض القرآن إذ لو كان قرآنا لم يجوز مسلم أنه يحرقه ويدل عليه أنه لم يأمر بحفظ رماده من الوقوع في النجاسة بناء على عدم اعتبار الاستحالة كما قال به الشافعية[19]

---

(16) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح, کتاب فضائل القرآن, باب اختلاف القراءات وجمع القرآن, 1519/4, دار الفکر, بیروت لبنان, الطبعۃ الأولی, 1422ھ 2002م.

(17) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح, کتاب فضائل القرآن, باب اختلاف القراءات وجمع القرآن, 1519/4, دار الفکر, بیروت لبنان, الطبعۃ الأولی, 1422ھ 2002م.

(18) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح, کتاب فضائل القرآن, باب اختلاف القراءات وجمع القرآن, 1519/4, دار الفکر, بیروت لبنان, الطبعۃ الأولی, 1422ھ 2002م.

(19) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح, کتاب فضائل القرآن, باب اختلاف القراءات وجمع القرآن, 1519/4, دار الفکر, بیروت لبنان, الطبعۃ الأولی, 1422ھ 2002م.

یعنی حضرت عثمان کا جلانا قرآن کو نہ تھا(یہی ثابت شدہ ہے) یا وہ اجزاء تھے جن میں قرآن کی آیات تھیں لیکن ان کا ان سے علیحدہ کرنا ناممکن تھا(یعنی نوٹ بک وغیرہ میں آیات) وہ بھی اسی لئے اختیار فرمایا کہ مکمل طور پر شک زائل ہو جائے کہ قرآن کے بعض اجزاء بوجہ مجبوری ہے ورنہ قرآن کا جلانا(توبہ توبہ) یہ تو کوئی مسلمان روا(جائز) نہیں رکھتا۔[20] اس کی دلیل یہ ہے کہ بعض اجزاء کو جلایا گیا وہ قرآن نہ تھا بلکہ نوٹ بک(Note Book) تھے کہ آپ نے اُنہیں جلا کر ان کی راکھ کو محفوظ کرنے کا حکم نہیں فرمایا تھا کہ وہ کہیں نجاست میں نہ پڑے۔

بر بنائے علوم اعتبار استحالہ کے جیسا کہ شوافع نہیں۔[21]

علامہ علی قاری کی طرف سے بہترین تجویز اور سنی مزاج کے مطابق: حضرت سلطان العلماء علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آخر میں ایک بہترین تجویز بتاتے ہیں:

والكلام الآن فيما هو الثابت قطعا فمع وجود الفرق وحصول ظاهر الإهانة يتعين الغسل بل ينبغي أن يشرب ماؤه فإنه دواء من كل داء وشفاء لما في الصدور۔[22] (مرقات جلد ۲ صفحہ ۶۳۱ مطبوعہ بمبئی)

خلاصۂ کلام یہ کہ قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جلانے اور دھونے کے درمیان فرق واضح ہے تو یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ دھونا ہی اولیٰ بلکہ لائق یہ ہے کہ وہ دھوون(پانی) پیا جائے اس لئے کہ وہ ہر بیماری کی دوا اور ظاہری باطنی بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔

فائدہ: حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ تجویز نہایت ہی محبوب اور اہل سنت کے مزاج کے عین مطابق ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بریلوی مسلک کا مزاج اسلاف صالحین کے عین مطابق ہے۔(الحمد للہ علیٰ ذلك)

تجویز اُویسی قادری بہ فیض الملا علی القاری رحمۃ اللہ الباری: حضرت ملا علی قاری کا دور صرف قلمی تھا اسی لئے ان کے دور کے مطابق تو بات بنتی ہے کہ قرآن مجید بھی کم تعداد میں تھے اور پھر اس سے سیاہی اتارنا بھی آسان تھی۔ لیکن ہمارا دور مشینی ہے اور قرآن مجید کی بہتات ہے کہ اُنہیں سنبھالا بھی نہیں جاسکتا اور مشینی طباعت کی سیاہی کاغذوں سے اتارنا نہ صرف مشکل بالکل ناممکن ہے اسی لئے کہ سیاہی کاغذ کی جان بن گئی ہے تو اس کا طریقہ یہی ہے کہ شادی بیاہ اور خیراتوں میں دیگوں کا پانی قرآنی پانی میں سے عمل میں لایا جائے اس کا طریقہ یہ ہو کہ قرآن مجید کے اَوراق کی سیاہی دیگوں کے گرم پانی سے علیحدہ کرلی جائے جب اَوراق سیاہی سے صاف ہو جائیں تو اُنہیں ایسی جگہ دفنایا جائے جہاں بے ادبی کا شائبہ نہ ہو۔

اس طرح سے بقول ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری بیماریوں سے شفاء بھی ہوگی اور دوا بھی لیکن اتنی جان کی بازی کون لگائے ہاں ادب وعقیدت کے بندے جان کی پرواہ نہیں کرتے۔

نوٹ: فقیر کی تجویز پر جو بھی سب سے پہلے عمل کرے گا پھر اس کا دیکھا دیکھی عمل کریں گے ان کا ثواب اسے تا قیامت نصیب ہوگا جیسے: مشکوٰۃ شریف میں ہے: من سن في الإسلام سنة حسنة۔[23] (مشکوٰۃ شریف)

---

[20] (شیعہ وہابی دیوبندی خود کو مسلمان کہلوا کر قرآن جلاتے ہیں بتائیں وہ اپنے دعویٰ میں کس طرح سچے ہیں۔ اُویسی غفرلہ)

[21] شے کی حقیقت کے بدلنے سے حکم بھی بدل جاتا ہے۔ مذکورہ معاملہ اس قاعدے کی رو سے درست رہا۔ امام شافعی علیہ الرحمہ اسکے قائل نہیں۔(س رضا)

(22) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح, كتاب فضائل القرآن, باب اختلاف القراءات وجمع القرآن, 1519/4, دار الفكر, بيروت لبنان, الطبعة الأولى, 1422هـ 2002م.

(23) مشكاة المصابيح, كتاب العلم, الفصل الأول, رقم الحديث 219, 72/1, المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة, 1985.

انتباہ: مشینی دور میں سائنس کی ترقی سے یہ امر بھی او جھل(غائب) نہیں رہا ہو گا کہ کاغذوں سے سیاہی اتارنے کا آلہ یا دوائی ہو تو بڑی بات نہیں اس کے متعلق معلومات کرکے فقیر کی تجویز کے مطابق اس کی تشہیر کریں اس کا بھی اجرِ عظیم نصیب ہو گا۔

مسئلہ: سیاہی سے اترے ہوئے اَوراق کا بھی ادب ضروری ہے اُنہیں اور خود قرآن کو مقدس جگہ دفنانے کی تجویز آتی ہے یہاں ایک حوالہ سپردِ قلم ہے۔

تفسیر صاوی علی الجلالین میں ہے: یدفنها في مكان طاهر بعيد عن ممر الأقدام[24]

یعنی قرآن کے اَوراق ایسی پاک جگہ میں دفنائے جائیں جو قدموں کی پامالی سے بہت دور ہوں۔

شیعہ کی قرآن دشمنی: شیعہ کو موجودہ قرآن سے مذہبی طور پر دشمنی لازمی ہے۔ کیونکہ اُن کا عقیدہ ہے کہ اصلی قرآن امام مہدی کے پاس ہے جب وہ دنیا میں آئیں گے اصلی قرآن ساتھ لائیں گے یہ موجودہ قرآن اصحابِ ثلاثہ (حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم) کا تیار کردہ ہے۔ اسی لئے شیعہ لوگوں کو موجودہ قرآن سے اس قدر دشمنی ہے جس قدر اصحابِ ثلاثہ سے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ تفصیل تو فقیر نے رسالہ "شیعہ قرآن کو نہیں مانتے" میں لکھ دی ہیں اور کچھ بحثیں "چشمۂ نور افزا" میں بھی آگئی ہیں یہاں بقدرِ ضرورت عرض ہے تا کہ یقین ہو سکے کہ قرآن جلانا اِن کا مذہبی مشغلہ ہے۔

مذہب شیعہ کا مطالعہ رکھنے والے جانتے ہیں کہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام سوائے تین چار یا چھ سات کے سب کے سب معاذ اللہ منافق و مرتد تھے انہی منافقین میں سے ایک سے حضور اکرم ﷺ نے اپنی دو لڑکیاں یکے بعد دیگرے بیاہ دی تھیں ایسے منافقین حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ: جن لوگوں کا اصحابِ ثلاثہ (حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہما) و دیگر حضرات سے یہ عقیدہ ہو وہ ان کے جمع کردہ قرآن کا کیا حشر کریں گے۔ قرآن جلانے کی تحریک میں حصہ لینا تو ان کا مذہبی فریضہ ہے ہاں جلانے کے بعد انکار وہ خطرۂ جان ہے۔

اصلی قرآن پر عقیدہ کا حشر اور انجام: شیعہ کا عقیدہ ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کامل اور اصلی قرآن جمع کیا تھا مگر وہ صرف ایک دفعہ دکھا کر پھر ایسا چھپایا کہ تاحال کسی غریب (شیعہ) کو اس کی زیارت تک نصیب نہیں۔ ہمارا سوال ہے کہ حضرت علی نے اصلی قرآن کیوں چھپایا۔ شیعہ اس کا جواب دیتے ہیں انہیں اصحابِ ثلاثہ کا ڈر تھا افسوس ہے کہ ہم سنی تو اُنہیں شیر خدا مانتے ہیں لیکن شیعہ اُنہیں بزدل کہہ رہے ہیں۔ یاد رہے کہ شیعہ ایسے دلیر اور شیر کو بار بار شیر بزدل ثابت کرتے ہیں مثلاً: کہتے ہیں فاروق نے ان کی بیٹی ام کلثوم سے "زبردستی نکاح کر لیا" اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات شریف کے بعد حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ نے خلافت کی طلب میں حضرت فاطمہ الزہرا دخترِ محترمہ حضور اکرم ﷺ کو گدھے پر سوار کر کے مہاجرین و انصار سے مدد مانگنے کے لئے دربدر پھرایا، مزید برآنکہ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت علی اور باقی ایماندار تقیہ[25] کرتے تھے یعنی مذہب حق کو چھپاتے رہے۔ اِن اُمور میں سے بعض اس کتاب میں پہلے مذکور ہو چکے ہیں اور باقی ان شاء اللہ تعالیٰ دوسرے حصہ میں آئیں گے۔ اب ہم مجتہد لاہوری سے دریافت کرتے ہیں کہ جب قرآن ایسے ہاتھوں سے ہو کر آئے تو اس کی نسبت شیعہ کا کیسا عقیدہ ہونا چاہیے کیا حسبِ عقیدہ شیعہ حضور اکرم ﷺ کی صحبت اور قرآن کریم کا اثر یہی ہوا کہ کُل چھ، سات آدمی ایمان لائے اور وہ بھی تقیہ کے عامل پھر یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ قرآن

---

(24) حاشية الصاوي على تفسير الجلالين, خاتمة, 6/377, دار الكتب العلمية بيروت لبنان, الطبعة الأولى, 1420ھ 2000م.

25) تقیہ نقصان کے خوف سے عقائد کو پوشیدہ رکھنا۔ اہل تشیع اور آغاخانی فرقے اسے جائز سمجھتے ہیں۔ (س رضا)

نے عربوں کو راست باز (دیانتدار) انسانوں کی جماعت بنا کر دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کر دیا۔ ان اہم سوالات کے جوابات فقیر نے "آئینہ مذہب شیعہ" میں لکھ دیئے ہیں۔

قرآن جلانے کے دلائل: صدی گذشتہ میں شیعہ مذہب کا مجتہد لاہوری حائری قرآن جلانے کے باقاعدہ دلائل دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ صاحبان! سب سے پہلے جس بزرگ دار نے اپنے عمل سے دنیا کے سامنے اپنی نگاہ میں عزت اور عظمت قرآن قائم ہونے کا ثبوت دیا وہ حضرت عثمان تھے جس نے تعظیم وتوقیر قرآن کا طریقہ اس کو آگ میں جلا دینا مقرر کیا" اور ایسی جامع العلوم کتابِ الٰہی کو بِنابرَاعترافِ اہلِ سنت کے ہر قسم کی تحریف سے محرف کر دیا"[26] جس سے قیامت تک قرآن ان کارہینِ مِنّتْ اور ممنونِ کرم (احسان مند) رہے گا۔ تحریف کے مسئلہ کو تو آپ اسی جلسہ میں تفصیل کے ساتھ سُن لیں گے مگر خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان کا قرآنوں کو جلانا کم از کم اِن مُعتبرہ کُتب اہلِ سنت میں بقید صفحہ ضرور ملاحظہ کر لیں۔

صحیح بخاری مطبوعہ بمبئی جلد نمبر ۶ فضائل القرآن صفحہ ۲۵

تاریخ اعثم کوفی ترجمہ فارسی مطبوعہ بمبئی۔

روضۃ الاحباب مطبوعہ تیغ بہادر جلد ۲ صفحہ ۲۲۹

مشکوٰۃ مطبوعہ محمدی دہلی صفحہ ۱۵۰

تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی صفحہ ۸۴

صواعق محرقہ مطبوعہ بہیہ مصر صفحہ ۱۰۱

تاریخ خمیس مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۰۴

تحفہ نذریہ مطبوعہ رفاہ عام لاہور صفحہ ۵۵

سکسر ز آف محمد، واشنگٹن اردنگ صفحہ ۱۸ وغیرہ وغیرہ۔

اِن تمام حوالوں میں حضرت عثمان کا قرآن کو پھاڑنا اور جلانا دونوں قسم کی قرآنی تعظیم اور تکریم تفصیل سے مرقوم ہے اور رسالہ "موعظہ حسنہ" میں ان حوالوں کی مکمل عبارتیں مع تراجم اور بعض ضروری نوٹوں (اہم باتوں) کے درج ہیں۔ ملاحظہ فرما کر آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ آیا قرآن مجید کو پھاڑنا اور جلا دینا ایمان کا اقتضا (تقاضہ) ہو سکتا ہے؟

یا کیا، جن کو تاریخ پر عبور حاصل ہے وہ انکار نہیں کر سکتے۔ کہ ولید بن یزید بن عبد الملک خلیفۃ المسلمین نے حضرت عثمان کے اِحرَاق وتحریف قرآن کو ناکافی سمجھ کر کتاب اللہ کی یہ عزت افزائی کی کہ اس پر اس قدر تیر برسائے کہ قرآن پارہ پارہ ہو گیا۔

تاریخ الخلفاء مطبوعہ سرکاری لاہور صفحہ ۲۵۳ میں امام سیوطی نے بھی مناقب ولید بن یزید بن عبد الملک کا ذکر فرماتے ہوئے یہ لکھ دیا ہے کہ،

ورشق المصحف بالسھام — کہ ولید نے قرآن مجید پر تیر مارے۔

وفسق ولم یخف الاثام — اور اس نے فسق کیا اور گناہوں سے نہیں ڈرا۔

عام طور پر تواریخ میں سنیوں کے اس خلیفہ ولید بن یزید کے حالات میں ان کا کتاب اللہ (قرآن) پر تیر مارنے کا ذکر تفصیل سے مرقوم ہے۔ کیوں جناب فرمایئے اب قرآن پر کس کا ایمان ہے رافضیوں کا یا خارجیوں کا، تیروں سے قرآن کو غربال (چھلنی) کر دینے کے بعد بھی اگر ایمان ویسے کا ویسا ہی رہا تو سبحان اللہ ایسے ایمان کا کیا کہنا ایسا ایمان آپ ہی کو مبارک ہو۔

---

[26]) اہل سنت کے مطابق قرآن کو ہر قسم کی تحریف، تبدیلی، یا کمی بیشی سے محفوظ رکھا گیا ہے۔ اس کی تحریف سے حفاظت، اور ان شخصیات یا کوششوں کا ذکر ہے جنہوں نے اس کے تحفظ کو یقینی بنایا۔ یہ اسلامی تاریخ میں ان لوگوں کی عظمت کو تسلیم کرنے کی طرف اشارہ ہے جو قرآن کو اس کی اصل شکل میں محفوظ رکھنے کے لیے ذمہ دار تھے۔ (س رضا)

خلیفۃ المسلمین کے بعد اب فقیہ المسلمین کا ایمان بھی قرآن پر ملاحظہ کرلیں کہ قرآن مجید کی تعظیم و تکریم کہاں تک انہوں نے ملحوظ رکھی ہے۔[27]

(موعظہ حائری، تحریف قرآن صفحہ ۲۰)

اس کے بعد کئی صفحات دوسری بکواسات سے پُر کئے ہیں فقیر نے ان کے بھی جوابات دوسری تصانیف میں لکھ دیئے ہیں۔

مقدمہ جوابات: نہ صرف شیعہ بلکہ ہر بدمذہب کی عادت ہے کہ حوالوں کا انبار لگادیں گے لیکن اصل عبارات نہیں لکھیں گے یا عبارت کا وہ حصہ لکھیں گے جس سے وہ اپنا غلط مطلب نکال سکیں ورنہ دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ اصل عبارت مکمل لکھی جائے تا کہ سیاق وسباق سے مسئلہ اصلی صورت میں واضح ہو۔

تمہید الجواب: حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں قرآن کو صحائف پر ایک جگہ جمع کردیا گیا تا کہ حاملانِ قرآن (حفاظ) کی وفات سے اس میں سے کوئی شے ضائع نہ ہو جائے اور مجموعہ، مشتمل بر احرف سبعہ تھا۔[28] حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں مسلمانوں میں اختلاف پید اہوا بعض دوسروں سے کہنے لگے کہ ہمارا حرف (لغت) تمہارے حرف سے بہتر ہے چونکہ اس سے اہلِ اسلام میں اختلافِ عظیم پڑنے کا اندیشہ باہمی تکفیر (آپس میں کافر قرار دینے) کا خطرہ تھا اس لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بمشورہ صحابہ کرام جن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے پہلے تیار شدہ مجموعہ کو صرف لغتِ قریش باقی رکھ کر لکھوایا۔ جب اس طرح کئی مَصَاحِفْ لکھے جاچکے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنابر حدیث بخاری حکم دیا کہ ان کے سوا جو صحیفہ یا مَصْحَفْ ہوں جلادیا جائے۔

فائدہ: جلانے کی اصل عبارت پھر اس کی حکمت اور اس کے جوابات فقیر بعد میں عرض کرے گا پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ کی صحیح سے پہلے کی ایک معتبر کتاب میں اس اِحْرَاق (جلانے) کو بے بنیاد بتایا گیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے:

کہ فقہ کا ایک مسئلہ ہے کہ جب مسلمانوں کو غنیمت میں کوئی مَصْحَفْ ہاتھ لگے اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں کیا لکھا ہے تورات یا انجیل یا زبور تو اس کی بیع بعد تقسیم ما بین الغانمین جائز نہیں اور نہ اس کا جلانا جائز ہے۔ چنانچہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۸۹ھ فرماتے ہیں:

ولا ينبغي له أن يحرق بالنار ذلك أيضا لأن من الجائز أن يكون فيه شيء من ذكر الله تعالى، ومما هو كلام الله. وفي إحراقه بالنار من الاستخفاف ما لا يخفى. والذي يروى أن عثمان رضي الله عنه فعل ذلك بالمصاحف المختلفة حين أراد جمع الناس على مصحف واحد لا يكاد يصح. فالذي ظهر منه من تعظيم الحرمة لكتاب الله تعالى والمداومة على تلاوته آناء الليل والنهار دليل على أنه لا أصل لذلك الحديث.[29]

(شرح سیر کبیر لشمس الائمۃ السرخسی المتوفی ۴۸۳ھ مطبوعہ دائرۃ معارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۵ھ جزثانی صفحہ ۲۷۷)

یعنی اور امیر لشکر کو یہ نہ چاہیے کہ اس مصحف کو آگ سے جلادے کیونکہ ممکن ہے کہ اس میں کوئی شے ذکر الٰہی یا کلام اللہ کی قسم سے ہو پس اُسے آگ کے ساتھ جلانے میں بے حرمتی ہے جو پوشیدہ نہیں اور وہ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت مروی ہے کہ انہوں نے کیا بلکہ لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کرنا چاہا تو مَصَاحِفِ مختلفہ کو جلادیا سو یہ قریب نہیں کہ صحیح ہو کیونکہ ان سے جو کتاب اللہ کی حُرمت کی تعظیم اور رات دن اس کی تلاوت کی مداومت (ہمیشگی)

---

(27) موعظہ تحریف قرآن، صفحہ نمبر 20، 21، شیعہ نیگمین سوسائیٹی خواجگان نارو والی لاہور، اپریل 1923ء۔

[28]) مشہور اس سے قرأتِ سبعہ ہے بالاختلاف۔ (س رضا)

(29) شرح السير الكبير للسرخسي، باب ما يحمل عليه الفيء وما يجوز فعله بالغنائم في دار الحرب، رقم الصفحة 1049، الشركة الشرقية للإعلانات، 1971م.

ظہور میں آئی ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حدیث بے بنیاد اِنتہیٰ (انتہائی بے بنیاد حدیث ہے) اگر ہم اِحْرَاق مذکور کو صحیح تسلیم کرلیں تو اس صورت میں بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کوئی اعتراض نہیں آتا کیونکہ جن مَصَاحِف کو جلانے یا غسل کے بعد جلانے سے تلف (ضائع) کردیا گیا ان میں مُحَرَّارَتِ شاذہ (قلیل الاستعمال تحریرات) بھی تھیں اور کچھ الفاظ بطورِ تفسیر بھی درج تھے جو صحابہ کرام نے حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زبان مبارک سے سنے ہوئے تھے علاوہ ازیں ان میں بعض منسوخ التلاوۃ آیتیں بھی تھیں ایسے مصاحف سے اہلِ اسلام میں فتنۂ عظیم کا احتمال قوی تھا۔ جس کا سدباب (خاتمہ) کما حقہ (جیسا کہ اسکا حق ہے) اسی طریق سے ہوسکتا تھا جو حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختیار کیا اور اس وقت یہی درست و مناسب تھا حتیٰ کہ جنابِ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اِحْرَاق مصاحف کے معاملہ میں حضرت عثمان کے حق میں بجز نیکی کچھ نہ کہو۔[30]

تفسیر اتقان جلد ۲ صفحہ ۱۷۲ میں ہے:

إذا احتيج إلى تعطيل بعض أوراق المصحف لبلى ونحوه فلا يجوز وضعها في شق أو غيره لأنه قد يسقط ويوطأ ولا يجوز تمزيقها لما فيه من تقطيع الحروف وتفرقة الكلم وفي ذلك إزراء بالمكتوب كذا قال الحليمي. قال وله غسلها بالماء وإن أحرقها بالنار فلا بأس أحرق عثمان مصاحف كان فيها آيات وقراءات منسوخة ولم ينكر عليه وذكر غيره أن الإحراق أولى من الغسل لأن الغسالة قد تقع على الأرض وجزم القاضي حسين في تعليقه بامتناع الإحراق لأنه خلاف الاحترام والنووي بالكراهة وفي بعض كتب الحنفية أن المصحف إذا بلي لا يحرق بل يحفر له في الأرض ويدفن وفيه وقفة لتعرضه للوطء بالأقدام.[31]

یعنی جب بوسیدگی وغیرہ کے سبب مصحف کے بعض اَوراق کے تلف (ختم) کرنے کی ضرورت پڑے تو ان کا کسی شِگاف (تختہ) وغیرہ میں رکھ دینا جائز نہیں کیونکہ بعض دفعہ وہ گر پڑتے ہیں اور پامال ہوتے ہیں اور نہ ان کا پھاڑ دینا جائز ہے کیونکہ اس میں تقطیع حروف اور تفرقۂ کلمات (جدا جدا حروف یا کلمات) ہے اور اس میں مکتوب (تحریر شدہ) کی بے حرمتی ہے۔ حلیمی نے ایسا ہی کہا ہے اور فرمایا کہ ان کا پانی سے دھو دینا بھی جائز ہے اور اگر ان کو آگ میں جلادے تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ حضرت، عرب پہنچا تو اس کے بیٹے کو عربوں نے قتل کردیا اس غصہ سے اس نے عربوں کو بہت ستایا لیکن اسے مدینہ پاک پہنچ کر حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فضائل و کمالات کا علم ہوا تو نہ صرف آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی غلامی کا اعلان کیا بلکہ چار سو علماء (جن کی اولاد انصار ہیں) کو مدینہ پاک میں مکانات بنوا دیئے اور وظائف مقرر کئے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا مکان اس نے حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے بنوا کر عریضہ لکھا کہ میں آپ کا نادیدہ عاشق اور آپ پر ایمان لایا ہوں۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''محبوبِ مدینہ'') اسی لئے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ''لاتبعوا تبعا'' اس ارشاد کے بعد مسلمان تو تبع (پیروی کرنا) کی مذمت (مخالفت / برائی) کے بجائے مدحت (ثنا / تعریف) کرتے اور یہودی و کفار و مشرکین بدستور بغض کرتے رہے یہی حال محبانِ علی (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والوں) کا ہے کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادِ گرامی کے بعد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرآن جلانے پر اِنہیں حکمت پر محمول (شامل) کرتے ہیں اور جو اِنہیں حسبِ دستور گالی بکتے ہیں اور بغض و عداوت سے ان کی مذمت کرتے ہیں وہ یہودیوں کی چال چل رہے ہیں۔

---

(30) فتح الباري بشرح البخاري, كتاب فضائل القرآن, باب جمع القرآن, 18/9, المكتبة السلفية مصر, الطبعة الأولى. 1380/1390 هـ.

(31) الإتقان في علوم القرآن, النوع السادس والسبعون في مرسوم الخط وآداب كتابته, 190/4, الهيئة المصرية العامة للكتاب, 1394 هـ/ 1974 م.

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے قرآن جلانے کی تحقیق: جیسا کہ فقیر پہلے عرض کرچکا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں قرأتوں میں اختلاف ہوا تو آپ نے صرف قرأتِ قریش پر قرآن لکھوایا اور اِسی کی نُقول(نقل) مختلف بِلاد(شہروں) میں بھجوائیں باقی مختلف قرأتوں والے تمام صحیفے جن جن حضرات کے پاس تھے وہ ایک جگہ کئے اس کے بعد مختلف قسم کی روایات آئی ہیں۔

(1) جلادیا۔

(2) دھلوا کر خالی اَوراق جلوائے۔

(3) جن صحیفوں کو جلوایا اور دھلوا کر تلف(ختم) کرایا وہ قرأت شاذہ یا نوٹ بک(Note Book) جو صحابہ کرام نُزولِ آیت وسورۃ کے وقت اپنی یاداشتیں قلمبند کرتے تھے یا وہ آیات "منسوخ التلاوۃ" بھی تھیں اور یہ اُس وقت کے لحاظ سے ضروری تھا کہ اگر مذکورہ بالا امور باقی رہتے تو آج کے فتنوں کے دور میں بہت بڑے پیمانہ پر شر اور فسادات کا مُوْجِبْ(سبب) بنتے۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ آج قرآن مجید کی زیر، زبر، نقطوں تک محفوظ ہے کہ کسی کو معمولی طور پر بھی تَغَیُّرْ وتَبَدُّلْ(ردوبدل) کی جرأت نہیں ہوسکتی اور نہ کوئی اسے برداشت کرسکتا ہے یہ کام ان کے زمانہ کے لحاظ سے نہ صرف جائز بلکہ ضروری تھا، اور آج کے دور میں جلانا فتنہ وفساد کا مُوْجِبْ (سبب) ہے ، اور بقاعدہ شرعیہ(شرعی قاعدے کے مطابق) "تبدل الاحکام تبدل الازمان" زمانوں کی تبدیلی سے احکام تبدیل ہوا کرتے ہیں۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُونٹنی پر سوار ہوکر طواف کیا لیکن جب محمد بن عبدالوہاب نے اونٹنی پر سوار ہوکر طواف کیا تو جوتے کھائے یہ قاعدہ اتنا مُسَلَّم ہے کہ کسی مُنکر کو انکار کی گنجائش نہیں۔

نظیر المسئلہ: روح البیان پارہ ا تحت آیۃ "وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ" میں ہے کہ حضرت سدی فرماتے ہیں کہ شیاطین آسمان کی طرف چڑھ جاتے تھے تو ملائکہ کی وہ باتیں سن لیتے تھے جو زمین پر موت وغیرہ سے متعلق واقعات ہونے والے ہوتے پھر جادوگروں(کاہنوں) کے پاس آکر سُنی ہوئی ایک ایک بات کے ساتھ ستّر جھوٹ ملالیتے اور خبر دیتے ان باتوں کو لوگ لکھ لیتے۔ بنی اسرائیل میں مشہور ہوگیا کہ جِنّات غیب جانتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوگوں کے ذریعہ وہ کتابیں جمع فرمائیں اور ایک صندوق میں بند کرکے کرسی کے نیچے دفن کردیں اور فرمایا: میں آئندہ سے یہ نہ سننے پاؤں کہ جنات غیب جانتے ہیں جو یہ کہے گا اس کی گردن مروردوں گا۔ پھر جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا وصال ہوگیا اور دیگر متعدد عُلماء بھی خدا کو پیارے ہوگئے جو سلیمان علیہ السلام کے فرمان اور کتابوں کے دفن کے مقام کو جانتے تھے صرف نااہل لوگ باقی رہ گئے تو شیطان بصورتِ انسان اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کیا میں تمہیں ایسے خزانے کی نشان دہی نہ کروں جو تم ہمیشہ کھاتے رہو تب بھی ختم نہ ہو؟ انہوں نے کہا ضرور ہمیں اور کیا چاہیے۔ اس نے کہا کرسی کے نیچے سے کھودو وہ خود بھی ساتھ تھا اُنہیں وہ جگہ دکھادی اور خود دور کھڑا رہا اُنہوں نے کہا آپ بھی ہمارے قریب آجایئے اس نے کہا نہیں میں یہیں ٹھہرتا ہوں اور تم گڑھا کھودو اگر وہ خزانہ نہ ملے تو بے شک میرا سر تن سے جدا کردینا۔ اس کے خود قریب نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اگر کوئی شیطان اس کرسی کے قریب ہوتا تو جل جاتا چنانچہ اس کے حکم کے مطابق گڑھا کھودا گیا اور اس میں سے وہ کتابیں نکالیں گئیں شیطان نے کہا کہ سلیمان علیہ السلام جن وانسان وشیطان اور پرندوں کو ان کتابوں کے ذریعے قابو کرلیتے تھے بعد ازاں یہ بات کہہ کر شیطان اڑ گیا اور لوگوں میں مشہور ہوگیا کہ سلیمان علیہ السلام جادوگر تھے۔

بنی اسرائیل نے یہ کتابیں لے لیں یہی وجہ ہے کہ یہود میں اکثر جادو پایا جاتا ہے جب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی برأت(پاک دامنی) فرمائی۔

وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ۔(پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۱۰۲)

ترجمہ: اوراس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان کے زمانہ میں اور سلیمان نے کفر نہ کیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام سِحْرُ (جادو) کے علم سے کافر نہیں تھے یعنی وہ ساحر (جادوگر) نہیں تھے ساحر کافر ہوتا ہے جادو کو تاکیداً کفر کرنے کی وجہ یہی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نہایت پاکیزہ انسان تھے اُنہیں کفر سے کیا واسطہ یہ سب کذبِ بیانی (جھوٹی بیانی) یہود کی ہے۔

وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا

یعنی لیکن شیاطین جادو کے استعمال اور اس کی تعلیم و تدوین کی وجہ سے کافر ہوئے۔

يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ (البقرة: ۱۰۲)

یعنی انہوں نے کفر کیا اس لحاظ سے کہ وہ لوگوں کو اغْوَاءْ (سرکشی) وضَلَالَتْ (گمراہی) کے لئے سکھاتے تھے۔[32]

معجزۂ حضوراکرم ﷺ: اس دلیل سے جہاں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دانشمندی کا ثبوت ملا وہاں حضور ﷺ کی عظمت و معجزہ کا بھی ظہور ہوا کہ اللہ کو اپنے حبیب اکرم ﷺ کی عزت مطلوب (محبوب) ہے کہ کہیں آپ پر بھی ایسا اِلزام نہ لگ جائے اس لئے سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کام کرایا جو رہتی دنیا تک قرآن مجید میں کسی قسم کی کمی بیشی یا غلط اِنتساب نہ ہو سکے۔ جیسے: سلیمان علیہ السلام نے جادو دشمنی کے باوجود اُن کے وصال کے بعد قوم نے اُنہیں جادوگر مشہور کر دیا جس کی اللہ تعالیٰ نے تردید فرمائی۔ الزام کے بعد اظہارِ برأت (پاک دامنی کا اظہار) اور چیز ہے سرے سے الزام کا موقعہ بھی نہ آئے وہ شے دیگر ہے اور اسی میں عظمت اور بزرگی ہے وہ ہمارے نبی پاک ﷺ کو نصیب ہوا اور اس کا سبب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنے اس میں تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رِفعتِ شان (شان کی بلندی) ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے اپنے حبیب پاک ﷺ کے اعزاز و اکرام کے تحفظ کے لئے ایک کام لے لیا لیکن افسوس کہ شیعہ نے بُغضِ عثمان رضی اللہ عنہ میں شان کی رِفعت کے اَمر (معاملے) کو عیب و نقصان ظاہر کر کے اپنا انجام برباد کیا۔

چیلنج: ہر شیعہ وہابی دیوبندی و دیگر فرقے قرآن جلانے کی نسبت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اتنا وثوق (پختگی) سے بیان کرتے ہیں کہ گویا یقیناً اُنہوں نے قرآن جلائے۔ (معاذاللہ) ہمارا چیلنج ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرآن جلانے کی نص (ثبوتِ قطعی) دکھائیں اور دکھائیں گے بھی کہاں سے جب کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرآن کی صحیح ترتیب سے تو ابھی فارغ ہوئے اور اُن کی چند نقلیں تیار ہوئیں جنہیں ممالک اسلامیہ میں بھیج دیں اور ایک اپنے پاس محفوظ رکھی اس کے بعد کون سا فالتو نُسخہ تھا جسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلایا اگر کسی کے پاس کوئی روایت ہے تو لائیے۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ (البقرة: ۲۴)

(ترجمه: پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہر گز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کے لیے۔)

جلانے والی روایات: اولاً جلانے والی روایت کو محدثین مخدوش[33] قرار دیتے ہیں اور جو جلانے کی تصریح (وضاحت) کر رہے ہیں تو وہ بھی کہتے ہیں ماسویٰ القرآن تھا یعنی قرأت شاذہ اور یادداشتیں[34] اور تفسیری نوٹ وغیرہ وغیرہ لیکن صحیح یہی ہے کہ اُنہیں پہلے دھلوایا جب حروف صاف ہو کر پانی کے مٹکوں میں آ گئے تو جن پر وہی تفسیر نوٹ وغیرہ مکتوب جلا دیا اور یہ قرآن جلانا نہیں بلکہ ماسویٰ القرآن (قرآن مجید کے علاوہ دیگر) کو جلانا ہے۔ جیسا کہ فقیر نے مکمل اصل روایت مع ترجمہ لکھ دیا ہے اگرچہ اسلافِ صالحین اس روایت سے بھی پس و پیش کرتے ہوئے دھونے والی روایت کو ترجیح دے رہے ہیں لیکن

---

(32) روح البیان, سورة البقرة, الآية 102, 1/190, 191, دار الفکر بیروت.

33) ایسی حدیث یا راوی جو قابلِ اعتماد نہ ہو اور اس کی صداقت یا دیانت داری پر کوئی شک یا اعتراض کیا گیا ہو۔ (س رضا)

34) ایسی تحریریں جن میں اہم نکات یا معلومات کو مختصر اًدرج کیا گیا ہو۔ (س رضا)

افسوس ہے دیوبندیوں وہابیوں پر کہ علمی خیانت سے بے خوف ہو کر بھی ڈھنڈوراپیٹ رہے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن جلائے تھے اسی لئے آج کے فتنہ وفساد کے دور میں بھی جلائے جائیں تو جائز ہے۔(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ)

امیر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجیہہ وجیہہ کی توثیق: فقیر نے سابقاً عرض کیا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماسویٰ القرآن وغیرہ جلانا فتنہ کے انسداد سے تھا اس کی تائید حضرت ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ کی روایت میں سے ہوتی ہے کہ،

قال السخاوي فلما فرغ عثمان من أمر المصاحف حرق ما سواها ورد تلك الصحف الأولى إلى حفصة فكانت عندها فلما ولي مروان المدينة طلبها ليحرقها فلم تجبه حفصة إلى ذلك ولم تبعث بها إليه فلما ماتت حضر مروان في جنازتها وطلب الصحف من أخيها عبد الله بن عمر وعزم عليه في أمرها فسيرها إليه عند انصرافه فحرقها خشية أن تظهر فيعود الناس على الاختلاف۔[35] (مرقات شرح مشکوٰۃ مطبوعہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۶۲۱)

یعنی امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصاحف کے کام سے فارغ ہوئے تو ماسوائے قرآن، کے تمام نوٹ بک(Note Book) یاداشتیں(مذکورہ بالا) جلادیں اور وہ پہلے صحیفے(مختلف قرآتوں والا قرآن) سیدہ حفصہ کو واپس کر دیا یہی قرآن جمع کردہ شیخین(حضرت ابوبکر صدیق و عمر) رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھا۔ جب مروان مدینہ طیبہ کا گورنر مقرر ہوا تو اس نے سیدنا حفصہ سے مذکورہ صحیفے طلب کئے تاکہ اُنہیں جلادیں لیکن بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دینے سے انکار فرمایا جب بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا اور مروان ان کی نمازِ جنازہ پر حاضر ہوا تو ان کے برادرِ مکرم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہی صحیفے طلب کئے اس وقت تو آپ نے اسے ٹال دیا جب وہ چلا گیا تو آپ نے اسے خود جلادیا صرف فتنے کے خوف سے کہ لوگ پھر اس صحیفے(جس میں مختلف قرأت درج تھے) سے اختلاف میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ: اس روایت میں صاف اور واضح ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن نہیں بلکہ نوٹ بک(Note Book)، یاداشتیں (مذکورہ) اور مختلف مضامین جلائے جسے ہر روایت میں ماسویٰ القرآن(قرآن مجید کے علاوہ دیگر) کی تصریح موجود ہے ورنہ اس وقت قرآن دو تھے۔

(1) مُرَتَّبۂ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما(شیخین رضی اللہ عنہما کا ترتیب شدہ قرآن) بقرآت مختلفہ(مختلف قرأت کے ساتھ) وہ صحیح سالم آپ نے سیدہ حفصہ کو واپس کر دیا۔

(2) سیدنا عثمان کا اپنا مُرَتَّب کردہ(لکھاہوا) جو صرف لغت قریش پر مشتمل تھا جس کی نُقول(نقل) آپ نے مختلف بِلاد(شہر) کو بھجوائیں۔ مخالفین سے طلب امر یہ ہے کہ ماسویٰ القرآن(قرآن مجید کے علاوہ دیگر) کی تصریح کے باوجود بار بار امیر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ راشد پر بہتان تراشی کا کوئی گناہ بھی ملحوظِ خاطر ہے یا سیدھا جہنم جانے کا پروگرام ہے۔

"حرق" والی روایت بھی مخدوش[36] کے علاوہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطمع نظر(اصل مقصد) فتنہ کا انسداد(خاتمہ) تھا جیسا کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خدشہ کا اظہار فرمایا اور عملی طور پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید(تصدیق) فرمادی۔ اس کے باوجود پھر بھی کوئی نہیں مانتا تو ہم آیت ''اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ'' کی وعید سنا کر اسے اس کے حال پر چھوڑتے ہیں۔

---

(35) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح, كتاب فضائل القرآن, باب اختلاف القراءات وجمع القرآن, 1519/4, دار الفكر, بيروت لبنان, الطبعة الأولى, 1422ھ 2002م.

36) ایسی حدیث یا راوی جو قابلِ اعتماد نہ ہو اور اس کی صداقت یا دیانت داری پر کوئی شک یا اعتراض کیا گیا ہو۔(س رضا)

بوسیدہ اَوراق قرآن مجید اور اھل سنت: ہم اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ وہابیوں کا قرآن کے اَوراق وسیپاروں کو جلانا صحیح ہے نہ قرآنِ پاک کے شایانِ شان ہے یہ لوگ اپنی کج طبعی (ٹیڑھی طبیعت / ٹیڑھی فطرت) وپست ذہنیت (چھوٹی عقل) کے باعث ہمیشہ وہی طریقہ اختیار کرتے ہیں جس میں عظمت کا پہلو نہ پایا جائے اور خواہ مخواہ انتشار ونزاع (جھگڑا) واقع ہو۔ چنانچہ تجربہ شاہد ہے اور چند حوالہ جات فقیر پہلے عرض کر چکا ہے کہ یہ عوام میں ایسے اُمور کا ارتکاب (معاملات) کریں گے جس سے لڑائی جھگڑا اور انتشار وفساد پھیلے اور عقیدتًا وعملاً ایسے افعال کی پابندی کرتے ہیں جو عظمت واحترام والے کی عزت اور تکریم میں کمی ہو۔ قرآن مجید کو جلانے سے اِن کا ایک مقصد یہ بھی ہے۔ ورنہ اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ قرآنِ پاک اللہ تعالیٰ کا کلام اور بہت ہی زیادہ واجب الاحترام ہے اس لئے اَوراقِ قرآن کے بوسیدہ وناقابل تلاوت ہو جانے کے باوجود اُنہیں بے ادبی سے بچانے کے لئے جہاں تک ہو سکے حفاظت کا اہتمام کیا جائے۔

تفسیر صاوی میں ہے: يدفنها في مكان طاهر بعيد عن ممر الأقدام [37]

یعنی بصورتِ مسؤلہ ایسی جگہ دفن کیا جائے جو پاک ہو اور قدموں کی پامالی سے محفوظ ہو۔

پانچ سو (500) اکابر علماءِ امت کے مرتب فرمودہ مجموعہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ قرآن مجید پرانا بوسیدہ ہو گیا اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اَوراق منتشر (جدا جدا) ہو کر ضائع ہوں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لئے لحد (گڑھا / قبر / مزار) بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ اس پر مٹی نہ پڑے۔ مصحف شریف بوسیدہ ہو جائے تو اس کو جلایا نہ جائے۔[38] (حوالہ جات کی تفصیل گذر چکی ہے)

منشورِ اھل سنت: یہ عمل اہلِ سنت کو آج بھی اور کل بھی ادب کی بدولت نصیب ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے منشائے کریمہ پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ادب کو اپنایا ان کے بعد تا حال (اب تک) ہم سینوں نے اسے حرزِ جان (جان سے عزیز) اور نشانِ ایمان بنایا (الحمد لله على ذلك) تفصیل ادب کے لئے فقیر کی تصنیف "باادب بانصیب" ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن جلانا گستاخی بے ادبی ھے اور دفنانا ادب: ہم اہلِ سنت قرآن جلانے والے کی جان کے دشمن ہیں ہاں دفنانے وغیرہ کو ادب بتاتے ہیں یہی ہمیں اسلام نے سکھایا دیکھئے ہندو مُردوں کو جلاتے ہیں اس عمل سے مسلمان کا بچہ بچہ ہندوؤں پر لعنت بھیجتا ہے کہ مُردہ کو جلا کر اسے بے عزت کر ڈالا لیکن اسلام نے ادب کی ایسی محبوب ادا سکھائی جس پر اہل مذہب رشکِ کُناں (فخر کر رہی) ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ مرنے کے بعد مُردے کے کردار وکرتوت مت دیکھو بلکہ اس کی "من حيث ابن آدم" (آدم علیہ السلام کی اولاد کی حیثیت سے) عزت وعظمت کے پیش نظر نہلاؤ دھلاؤ، خوشبو لگاؤ، بہترین کپڑے پہنا کر آگے رکھ کر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاؤ اور نمازِ خدا کی پڑھو، عزت وعظمت بندے کی بڑھاؤ پھر اسے باادب ہو کر دفناؤ لیکن اس کی قبر کا نشان بناؤ تاکہ، تاقیامت اس کی عزت وعظمت میں کمی نہ آئے۔ یہ تمام امور متفق علیہا ہے اب فقیر اُویسی غفرلہ کو کہنے دو کہ اگر ایک مجرم وخطاکار کی اتنی عظمت "من حيث الآدمية" ہے تو کلام الٰہی کی عزت وعظمت کروڑوں بلکہ بے شمار درجات بلند وبالا ہے پھر تم ایسے بے شرم ہو کلام الٰہی کی عظمت کو پامال کر رہے ہو (تمہیں شرم نہیں آتی) غور فرمائیے اہل سنت کا طریقہ عزت وعظمت قرآن اُن کے ایمان کی تازگی کی دلیل ہے یا نہیں۔

---

(37) حاشية الصاوي على تفسير الجلالين, خاتمة, 377/6, دار الكتب العلمية بيروت لبنان, الطبعة الأولى, 1420 هـ 2000 م.

(38) الفتاوى الهندية, كتاب الكراهية, الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن, 323/5, المطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر, الطبعة الثانية, 1310 هـ.

آداب القرآن: اہل سنت نہ صرف تحریق القرآن (قرآن کو جلانے) کو بے ادبی اور گستاخی سمجھتے ہیں بلکہ ان کے ہاں بے شمار اُمور قرآن مجید کے متعلق آداب کا درس دیتے ہیں اور وہ ان کے مذہبی معاملات میں داخل ہیں اگرچہ وہابی دیوبندی اپنی گندی عادت پر اُنہیں بدعات کہتے ہیں بے شک وہ کہتے رہیں لیکن ان کے ہاں بھی قاعدہ اسلامیہ کی بناء پر بدعاتِ حسنہ (اچھی بدعت) ہیں۔

فہرست الآداب: اہلِ سنت کے نزدیک آداب القرآن کے بے شمار طریقے ہیں چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

قرآن پاک کو جیبی سائز یا اس سے بھی کم سائز چھاپنا مکروہ ہے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے ہاں جیبی سائز کا قرآن دیکھا تو اسے کوڑے لگائے اور فرمایا: عظموا کتاب اللہ یعنی کتاب اللہ کی عزت وعظمت کا خیال رکھو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موٹے حروف سے لکھے ہوئے قرآن مجید سے بہت خوش ہوتے۔[39]

مذکورہ بیان سے ثابت ہوا کہ جیبی سائز کا قرآن مجید یا اس سے چھوٹے سائز کی حمائل شریف وغیرہ گناہ اور سخت گناہ ہے لیکن دورِ حاضرہ میں قرآن مجید کلاں تختی (بڑی تختی) سے گھبراتے ہیں اور حمائل شریف کا جتنا چھوٹا سائز ہو گا اُسے ترجیح دی جاتی ہے کیا کبھی اِس بدعت کے خلاف بھی دیوبندیوں وہابیوں نے نعرۂ حق بلند کیا ہی کیا وہ خود اُس بدعت کے ارتکاب میں ناشرین وقارئین کے ساتھ شریک تو نہیں ہیں۔

دیواروں وغیرہ پر خواہ مسجد کی ہوں یا کہیں اور مکانوں میں پہلے زمانہ میں قرآن مجید یا اس کی آیت لکھنا مکروہ تھا۔ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: قال أصحابنا وتكره كتابته على الحيطان والجدران وعلى السقوف أشد كراهة۔[40] (اتقان جلد ۲ صفحہ ۱۷۰)

فائدہ: اس کراہت (ناپسندیدگی) کی پرواہ کئے بغیر آج نہ صرف ہمارے ہاں بلکہ جنہیں بدعت کا فتویٰ لگانا یاد رہے وہ بھی نہ صرف دیواروں پر لکھواتے ہیں بلکہ بڑے بڑے رنگین کتبے لکھوا کر نہ صرف مساجد میں بلکہ گھروں کی زینت بناتے ہیں یہ بھی عظمت قرآن کی ایک علامت ہے۔

قرآن پاک کی تعظیم کے لئے اُٹھنا مستحب ہے اگرچہ یہ عمل دیوبندیوں اور غیر مقلدین کی شریعت میں معمول بہ نہیں لیکن اسے فقہاء کرام نے مستحبات سے گِنا (شمار کیا) ہے۔ چنانچہ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

ويستحب أن يقوم للمصحف إذا قدم به عليه لأن القيام مستحب للفضلاء من العلماء والأخيار فالمصحف أولى وقد قررت دلائل استحباب القيام في الجزء الذي جمعته فيه۔[41] (التبیان اتقان جلد ۲ صفحہ ۲)

ممکن نہیں بلکہ یقین ہے کہ ایسے استحباب سے دیوبندی وہابی انکار کریں کیونکہ جب اُنہیں عُلماء فُضلاء کے آقا ومولیٰ ﷺ کے قیام سے نہ صرف انکار بلکہ اس کے لئے، كل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار. یعنی ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔

پڑھتے پڑھتے نہیں تھکتے لیکن چونکہ علماء ایسے قیام للقرآن کو مستحب مانتے ہیں اسی لئے یہ استحباب اپنے مقام پر حق اور صحیح ہے لیکن پھر بھی بدعت چنانچہ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: القيام للمصحف بدعة لم تعهد في الصدر الأول۔[42] (اتقان)

---

(39) الإتقان في علوم القرآن, النوع السادس والسبعون في مرسوم الخط وآداب كتابته, 182/4, الهيئة المصرية العامة للكتاب, 1394 هـ/ 1974 م.

(40) الإتقان في علوم القرآن, النوع السادس والسبعون في مرسوم الخط وآداب كتابته, 183/4, الهيئة المصرية العامة للكتاب, 1394 هـ/ 1974 م.

(41) التبيان في آداب حملة القرآن, الباب التاسع في كتابة القرآن وإكرام المصحف, فصل أجمع المسلمون على وجوب صيانة المصحف واحترامه, رقم الصفحة 191, دار ابن حزم للطباعة والنشر والتوزيع, الطبعة الثالثة. 1414 هـ 1994 م.

(42) الإتقان في علوم القرآن, النوع السادس والسبعون في مرسوم الخط وآداب كتابته, 188/4, الهيئة المصرية العامة للكتاب, 1394 هـ/ 1974 م.

لیجئے صدرِ اول میں جس فعل کا وجود تک نہیں لیکن وہ ہمارے فقہاء کے نزدیک بدعۃ حسنہ ہے۔ بعینہٖ یہی قاعدہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکۃ شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ نے بیان فرمایا تو دیوبندیوں وہابیوں نے اتنا شور مچایا کہ گویا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اُن کو جانی نقصان پہنچایا ہے دیوبندی وہابی پارٹی کو چاہیے کہ وہ فتویٰ جو اعلیٰ حضرت پر (بدعتی ہونے کا) لگایا ہے وہی فتویٰ امام نووی وسیوطی ودیگر اسلاف پر بھی چسپاں کریں ورنہ خدا کا خوف کرکے اپنے باطل ارادوں سے تائب ہو جائیں۔

قیام للقرآن کی علت: قرآن پاک کو دیکھ کر اُٹھنا یہ قیامِ تعظیمی ہے یہی اس کی عِلّت (سبب) ہے۔ اس کی عِلّت امام سیوطی نے یوں بتائی ہے کہ،

لما فیه من التعظیم وعدم التهاون به۔[43] (اتقان جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

یعنی اس لئے کہ اس میں تعظیم اور قرآن کے سُستی وکاہلی کا مظاہرہ نہیں ہے۔

واہ سنی عوام: عوام عملی لحاظ سے کتنا ہی گرے ہوئے ہوں لیکن اُنہیں قرآن مجید کا اعزاز دل میں بہت زیادہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید کو جونہی باہر سے آتا دیکھتے ہیں فوراً تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور جہاں بھی قرآن مجید جلانے والوں نے ناشائستہ (غیر مناسب) حرکت کی تو سب سے زیادہ جان ہتھیلی پر رکھ کر ایسے کمینوں سے برسرِپیکار یہی عوام ہوتے ہیں۔

يستحب تقبيل المصحف لأن عكرمة بن أبي جهل رضي الله عنه[44]

قرآن چومنا یعنی اسے بوسہ دینا: یہ اہلِ سنت میں بہت مُرَوَّجْ ہے قرآن پاک کو چومنا مستحب ہے۔

اس کے استحباب پر امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دارمی کی ایک روایت لکھی ہے وہ یہ کہ،

ورويناا في مسند الدارمي كان يضع المصحف على وجهه ويقول كتاب ربي[45]

اور امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے استحباب پر عقلی ونقلی دلائل بھی لکھتے ہیں وہ یہ کہ،

يستحب تقبيل المصحف لأن عكرمة بن أبي جهل رضي الله عنه كان يفعله وبالقياس على تقبيل الحجر الأسود ذكره بعضهم ولأنه هدية من الله تعالى فشرع تقبيله كما يستحب تقبيل الولد الصغير۔[46] (اتقان)

لیکن دیوبندی وہابی پارٹی نے اس عمل کو بدعت جیسے مذموم اور مقبوح (برے) حملہ سے معاف نہیں کیا حقیقت یہ ہے کہ ان کا مذہب ڈانواڈول (لڑکھڑایا ہوا) ہے بدعت بھی کہتے جائیں گے اور اسے شیر مادر (دودھ پیتے بچے) کی طرح ہضم بھی کرتے جائیں گے ورنہ کہاں بدعت اور کہاں استحباب۔ قرآن مجید کو سنگارنا اور اُسے رحل وغیرہ پر رکھنا مستحب تو ہے لیکن خیر القرون (قرونِ ثلاثہ) میں اس کا وجود ہرگز نہیں تھا اس کے باوجود ہم تو بلا انکار اس کے عامل ہیں۔ لیکن مشکل تو دیوبندیوں اور وہابیوں کے لئے ہے کہ اُنہیں یہ بدعت ایسی چمٹی ہوئی ہے کہ جس سے جان چھڑانا اِن کے بس کا روگ (معاملہ) نہیں۔

---

(43) الإتقان في علوم القرآن, النوع السادس والسبعون في مرسوم الخط وآداب كتابته, 188/4, الهيئة المصرية العامة للكتاب, 1394هـ/ 1974م.

(44) الإتقان في علوم القرآن, النوع السادس والسبعون في مرسوم الخط وآداب كتابته, 189/4, الهيئة المصرية العامة للكتاب, 1394هـ/ 1974م.

(45) التبيان في آداب حملة القرآن, الباب التاسع في كتابة القرآن وإكرام المصحف, فصل أجمع المسلمون على وجوب صيانة المصحف واحترامه, رقم الصفحة 191, دار ابن حزم للطباعة والنشر والتوزيع, الطبعة الثالثة, 1414هـ 1994م.

(46) الإتقان في علوم القرآن, النوع السادس والسبعون في مرسوم الخط وآداب كتابته, 189/4, الهيئة المصرية العامة للكتاب, 1394هـ/ 1974م.

چاندنی اور سونے سے قرآن مجید کو سنگارنا بھی جائز ہے اگرچہ اس کا وجود خیر القرون میں موجود تھا چنانچہ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ عن الوليد بن مسلم قال سألت مالكا عن تفضيض المصاحف فأخرج إلينا مصحفا فقال حدثني أبي عن جدي أنهم جمعوا القرآن في عهد عثمان وأنهم فضضوا المصاحف۔[47] (اتقان جلد ۲ صفحہ ۷۲)

فائدہ: یہ جملہ امور قرآن مجید کی تعظیم وتکریم کے لئے ہیں اور اہلِ سنت میں تو مُرَوَّجْ(رائج) ہیں ہی لیکن بدعات کے مفتیوں نے بھی ان میں شرکت کر رکھی ہے۔ ان کے علاوہ ہزاروں امور علماء ومشائخ نے قرآن مجید کی تعظیم وتکریم کے طریقہ اختیار فرمائے جنہیں مخالفین بھی اپنائے ہوئے ہیں۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "بدعات القرآن"۔

فیصلہ: اہلِ اسلام خود فیصلہ فرمائیں کہ کلامِ الٰہی کی جب تعظیم وتکریم کو ہر شعبہ اسلام میں ادب کی دولت نصیب ہے اور وہابی دیوبندی شیعہ قرآن جلانا روا رکھ کر جتنا بھی چاہے گستاخی کریں آخرت میں فیصلہ ہوگا اور خوب ہوگا۔

قرآن کی بے ادبی: وہابیوں دیوبندیوں کے متعلق کہنے لکھنے کی ضرورت نہیں اِن کا بے ادب ہونا أظهر من الشمس (سورج سے زیادہ روشن) ہے کہ جہاں بھی قرآن مجید کے جلانے کے واقعات پیش آتے ہیں یہی ٹولی پکڑی جاتی ہے اور پھر جواز کے لئے ان کے علماء پیش پیش ہوتے ہیں شیعوں کا بے ادب ہونا بھی ظاہر ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ یہ ٹولی قرآن کو صحیفۂ عثمانی سمجھ کر جی بھر کر گستاخی بے ادبی کرتے ہیں بلکہ وہ تو آئمہ کرام سے بھی بے ادبی کے اظہار سے نہیں چوکتے صرف ایک حوالہ پر اکتفاء کرکے بحث کو آگے بڑھاتا ہوں۔

شیعہ مذہب میں قرآن کی بے ادبیوں کے نمونے: اصول کافی، کتاب الحجۃ باب الاشارہ والنص علی امیر المومنین علیہ السلام صفحہ ۱۸۰ میں ہے:

عن زيد بن الجهم الهلالى عن أبي عبدالله عليه السلام قال سمعته يقول لما نزلت ولاية علي بن أبي طالب وكان من قول رسول الله ﷺ سلموا على علي بإمرة المؤمنين فكان مما أكد الله عليهما في ذلك اليوم يا زيد قول رسول الله ﷺ فقال لهما رسول الله ﷺ ومن رسوله فأنزل الله عزوجل "وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ" يعني به قول رسول الله صلى الله عليه وآله لهما وقولهما أمن الله أو من رسوله ولا تكونوا كالتى نقضت غزلها من بعد قوة انكاثا تتخذون ايمانكم دخلا بينكم ان تكون ائمة هى ازكى من ائمتكم قال قلت جعلت فداک أئمة قال اى والله ائمة قلت فانا نقرء اربى. فقال ما اربى واوما بيده فطرحها الحديث۔[48]

یعنی زید بن جہم ہلالی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو سنا فرماتے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب کی ولایت نازل ہوئی اور منجملہ قول رسول اللہ ﷺ کے یہ تھا کہ تم علی کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرو پس اے زید منجملہ اس کے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس روز ان دونوں (اس سے نسیعہ کی مراد حضرت صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں) کو تاکید کی رسول اللہ ﷺ کا دونوں کو یہ فرمانا تھا کہ دونوں اُٹھو اور علی کو امیر المومنین کہہ کر سلام

---

(47) الإتقان في علوم القرآن, النوع السادس والسبعون في مرسوم الخط وآداب كتابته, 189/4, الهيئة المصرية العامة للكتاب, 1394هـ/ 1974م.

(48) الأصول من الكافي, كتاب الحجة, باب الإشارة والنص على أمير المؤمنين علي عليه السلام, 292/1, مكتبة الصدوق طهران.

کر و دونوں نے کہا کیا یہ تاکید اللہ کی طرف سے ہے یا اس کے رسول کی طرف پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس کے رسول کی طرف سے ہے بس اللہ عزوجل نے یہ آیتیں نازل کیں۔

''وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ''

اللہ تعالیٰ کو کفیل بنانے سے مراد رسول اللہ ﷺ کا دونوں سے یہ فرمانا کہ یہ تاکید اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے ہے اور دونوں کا یہ کہنا کہ یہ تاکید اللہ کی طرف سے ہے یا اس کے رسول کی طرف سے ہے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (۹۲)

زید بن جہم کا بیان ہے کہ میں نے امام صادق سے یوں عرض کی میں آپ پر قربان ہو جاؤں کیا (آیت قرآن میں) لفظ آئمہ ہے امام نے فرمایا: ہاں اللہ کی قسم آئمہ ہے۔ میں نے عرض کی ہم تو " اَرْبٰی " پڑھتے ہیں زید بن جہم کا بیان ہے کہ یہ سن کر امام صادق نے فرمایا کہ "اَرْبٰی کیا ہے؟" تو اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پس اس کو پھینک دیا تھا۔

تبصرہ اُویسی: امام صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان ہے کیا وہ ایسی بے ادبی کر سکتے ہیں اس سے بڑھ کر قرآن کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ صرف اتنا کہنا کہ قرآن میں "ائمہ" کے بجائے ''اُمة'' اور ''ازکیٰ'' کے بجائے '' اَرْبٰی '' ہے آپ نے غصہ میں آکر قرآن کو زمین پر دے مارا یہ قرآن مجید کی توہین نہیں تو اور کیا ہے۔

عذر گناہ وبدتر از گناہ: اس کا جواب شیعہ فرقہ نے دیا اسے مان لیا جائے تو شیعہ مذہب کی جہالت کا کوئی ٹھکانہ نہیں مثلاً صافی شرح اصول کافی میں یوں ترجمہ کیا ہے: و اشارت کرد به دست خود مانند کسی که در استبعاد و ست خود را می‌گنجد پس انداخت دست خود را

یعنی امام نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا مانند اس شخص کے جو کسی بات کو بعید سمجھنے کے وقت اپنا ہاتھ ہلاتا ہے پس امام نے اپنا ہاتھ گرا دیا۔

تبصرہ اُویسی: طرحھا کی ضمیر کو صاحب صافی نے ید (ہاتھ) کو قرار دیا سو یہ عربی ادب کے بالکل خلاف ہے یعنی صافی میں۔

فطرحھا کی ضمیر کا مَرجِعْ (لوٹنے کی جگہ) یدْ (ہاتھ) کو قرار دینا درست نہیں کیونکہ اس طرح کے معنی پھینک دینے اور دور کرنے کے ہیں اور یہ ہاتھ پر صادق نہیں آتے ہاں اگر ہاتھ جسم سے کاٹ دیا جائے تو اس وقت کہہ سکتے ہیں کہ ہاتھ کو پھینک دیا۔ مفردات راغب اصفہانی میں ہے:

الطرح إلقاء الشيء وإبعاده والطروح المكان البعيد ورأيته من طرح أي بعد والطرح المطروح لقلة الاعتداد به قال تعالى اُقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا(49)

---

(49) المفردات في غريب القرآن للراغب الأصفهاني, باب الطاء, الطرح, رقم الصفحة 517, دار القلم دمشق بيروت, الطبعة الأولى, 1412 هـ.

"طَرْحٌ" کے معنی کسی چیز کا پھینک دینا اور دور کر دینا ہے اور "طَرُوحٌ" کے معنی مکانِ بعید کے ہیں رأيةً مِنْ طَرْحٍ کے معنی ہیں کہ میں نے اس کو دور سے دیکھا طرح کے معنی مطروح کے ہیں کیونکہ اس کا چنداں (کچھ) اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن مجید میں "اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا" یوسف کو قتل کر ڈالو یا اس کو کسی زمین میں پھینک دو انتھیٰ۔ پس ہاتھ کے لئے لفظ طرح استعمال نہیں ہو سکتا اور عبارت اصولِ کافی میں کوئی اور لفظ نہیں جسے اس ضمیر کا مرجع قرار دے سکیں بجز اس کے کہ آیت "اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ" یعنی اس صحیفہ کو جس پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی ضمیر کا مرجع بنایا جائے اور یہی درست ہے کیونکہ تفسیر صافی میں ہے:

وفی الکافی والمقمی عنه انه قرآن تکون آئمة هی ازکی من ائمتکم فقیل انا تفراء هاهی اربی من امة فقال وما اربی واومی بیده فطرحها۔ (50)

اور اصول کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ امام جعفر صادق نے پڑھا "ان تکون آئمة هی ازکی من ائمتکم" پس آپ سے عرض کیا گیا کہ ہم تو اس آیت کو یوں پڑھتے ہیں "هِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ" اس پر امام نے فرمایا: اور "اَرْبٰی" کیا ہے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پس اس کو پھینک دیا انتہی۔ تفسیر صافی کی اس عبارت میں "ھا" کا مرجع دونوں جگہ آیت ہے بس اب صاف ظاہر ہو گیا کہ "فطرحها" سے مراد یہ ہے کہ امام جعفر صادق نے اس صحیفہ کو جس پر آیۃ "اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ" لکھی ہوئی تھی پھینک دیا علاوہ ازیں مقام بھی اس معنی کا مقتضی ہے کیونکہ صادق "هِیَ اَرْبٰی" کو سن کر خفا ہو گئے پس اُنہوں نے خفگی میں اس آیت کو جو صحیفہ پر لکھی ہوئی تھی زمین پر پھینک دیا اگر خلافِ لغت ومقتضائے مقام ہم تسلیم بھی کر لیں کہ فطرحها کے معنی یہی ہیں کہ امام صاحب نے اپنے ہاتھ کو گرا دیا تب بھی ہمارا مقصود ثابت ہے کیونکہ اس عبارت سے کم از کم اتنا تو ظاہر ہے کہ امام نے "هِیَ اَرْبٰی" کو جو قرآن میں موجود ہے بنظرِ حقارت دیکھا اور فرمایا: اَرْبٰی کیا ہے۔

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن مصاحف کو جلا دیا جن میں آیتیں اور منسوخ قرأتیں تھیں اور کسی نے آپ پر انکار نہ کیا اور حلیمی کے سوا اوروں نے کہا کہ غسل سے اِحْرَاق اچھا ہے کیونکہ غَسَالَهٗ (دھویا ہوا پانی) زمین پر گر پڑتا ہے اور قاضی حسین نے اپنے تعلیق میں بالجزم کہا کہ اِحْرَاق منع ہے۔ کیونکہ یہ خلافِ احترام ہے اور نووی نے کہا کہ اِحْرَاق مکروہ ہے، اور حنفیہ کی بعض کتابوں میں ہے کہ جب مصحف بوسیدہ ہو جائے اُسے ملانا نہ چاہیے بلکہ اس کے لئے زمین میں گڑھا کھودنا چاہیے اور دفن کر دینا چاہیے اور اس میں تامل (غور وفکر) ہے کیونکہ پامال ہونے کا احتمال ہے۔

فائدہ: جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل پر کسی صحابی نے اعتراض نہیں کیا تو معلوم ہو گیا کہ کم سے کم ان حالات میں وہی فعل جائز و درست تھا اور یہ بھی مرکوزِ خاطر رہے کہ اِن مصاحف کے تلف (ختم) کرنے سے اصل قرآن میں کوئی فرق نہ آیا کیونکہ متواتر و مجمع علیہ اور منسوخ التلاوۃ آیات سے پاک قرآن موجود رہ گیا اور رہا بھی اس لغت میں کہ جس میں پہلے نازل ہوا تھا اور امت ہمیشہ کے لئے اختلافِ عظیم (عظیم اختلاف) سے بچ گئی اس کی وضاحت آتی ہے۔

اِحْرَاق عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے وجوہ:

فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة یعنی دانا کا کام خالی از حکمت نہیں ہوتا۔

---

(50) التفسير الصافي, 154/3, مؤسسة الاعلمي للمطبوعات.

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ راشد اور جانشین مصطفی ﷺ کا کام معمولی حیثیت کا حامل نہیں ہو سکتا۔ وہ دین واسلام کا بہت زیادہ درد رکھتے تھے اور ساتھ ہی عظمتِ قرآن سے خوب واقف تھے ان پر طعن وتشنیع (برا بھلا کہنے) کے بجائے کوئی بہتر محمل (تاویل) تلاش کرنی چاہیے ورنہ خاموشی بہتر ہے یہی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے چنانچہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

من طريق سويد بن غفلة قال قال علي لا تقولوا في عثمان إلا خيرا [51] (فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ مصر جز تاسع کتاب فضائل القرآن صفحہ ۱۷)

یعنی اور سوید بن غفلہ کی روایت میں ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ اِحراق مصاحف کے معاملہ میں حضرت عثمان کے حق میں بجز نیکی کے کچھ نہ کہو۔

عاشقانِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ: محبانِ علی کے لئے تو یہ حوالہ کافی ہے بغض بھرے اور ضدی لوگوں کے ہم ذمہ دار نہیں ہاں اس کی نظیر حضور اکرم ﷺ کی طرف سے بھی ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لا تسبوا تبعا فإنه مومن [52]

یعنی تبع کو گالی نہ دو اس کی مذمت نہ کرو اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان لا چکا ہے۔

دیگر گستاخیاں: فروع کافی للکلینی کتاب الحیض، باب الحائض والنفساء تقران القرآن صفحہ ۵۱ میں ہے:

علی بن ابراہیم، عن ابیه، عن ابن ابی عمیر، عن زید الشحام، عن ابی عبداللہ علیه السلام قال تقرء الحائض القرآن والنفساء والجنب ایضا۔ [53]

(بحذف اسناد) یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حیض والی عورت قرآن پڑھ لے اور نفاس والی عورت اور جُنُب (بے غسل) بھی پڑھ لیا کریں۔

خلاصۂ بحث: شیعہ فرقہ سرے سے قرآن کو صحیفۂ عثمانی سمجھ کر اس کے جلانے کے درپے رہتے ہیں۔ وہابی دیوبندی اور ان کی شاخیں بھی اس کے جلانے کے روادار ہیں اور دلیل میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہانہ بنایا۔ تو الحمد للہ فقیر نے بہانہ خوروں کا بہانہ دریا برد (ٹھنڈا) کر دیا لیکن عادی مجرم اپنے جرائم سے باز نہیں آتا بالخصوص جب اس کا اپنا دنیوی مفاد بھی پورا ہو۔ دورِ حاضرہ میں یہودی خفیہ تحریک قرآن جلانے اور کلمہ طیبہ کی توہین ودیگر اسلامی شِعار کے مٹانے پر اندرونی طور پر کام کر رہی ہے اور ان کی سازش کو جو تقویت پہنچائے اسے وہ مالی امداد بھی کرتے ہیں۔ قرآن جلانے والے فرقے دانستہ یا نادانستہ (جانے اَن جانے) ان کی تحریک کا آلۂ کار بن رہے ہیں لیکن یہودیوں بلکہ جملہ اعدائے اسلام (تمام اسلام کے دشمنوں) کو یقین ہونا چاہیے،

زمانہ بدلے لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

اس لئے تم جتنا زور لگاؤ گے اس سے بڑھ کر قرآن مجید کی شان اَرفع واعلیٰ ہوگی۔

انگریزوں کا بُرا حال: ہندوستان پر جب انگریزوں نے قبضہ جمایا تو سب سے پہلے انہوں نے یہی کام شروع کیا کہ ملک بھر سے تمام قرآن جمع کروا کر جلانے کا پروگرام بنایا لیکن ان کے کسی مشیر نے کہہ دیا اَوراق والا قرآن تو جلایا جا سکتا ہے لیکن وہ قرآن جو مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ ہے وہ کیسے جلایا جا سکتا ہے جبکہ مسلمانوں کے اکثر جوان، بوڑھے، عورتیں، بچے قرآن کے حافظ ہیں۔

غیرت مند مسلمان: یہ بھی یاد رہے کہ جب کوئی قرآن مجید جلاتے پکڑا جاتا ہے تو عوام مسلمان اس کی تکہ بوٹی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہو چکے ہیں جو اکثر اخبارات کی زینت بھی بنے ہیں۔

---

(51) فتح الباري بشرح البخاري, كتاب فضائل القرآن, باب جمع القرآن, 18/9, المكتبة السلفية مصر, الطبعة الأولى. 1380/1390 ھ.

(52) مسند أحمد, حديث أبي مالك سهل بن سعد الساعدي, رقم الحديث 22880, 519/37, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى. 1421 ھ 2001 م.

(53) الفروع من الكافي, 106/3, دار الكتب الاسلامية.

اسی لئے قرآن جلانے والوں سے گزارش ہے کہ اس گندے کرتوت کے قریب نہ جاؤ ورنہ عوام کے ہاتھ لگ گئے تو تمہارا حال تباہ وبرباد ہو گا بچ بھی گئے تو آخرت میں بھی عذابِ الٰہی سے نہ بچ سکو گے۔

ایک مشکل کا حل اور تجویز: مشینی دور (حاضرہ) میں جبکہ قرآن مجید کے ہر جگہ انبار نظر آتے ہیں اُنہیں کیا کیا جائے، تو اس کے لئے عرض ہے کہ ہر شہر کے محلہ میں اور ہر دیہات میں قرآن مجید کے دفنانے کا کمرہ قُبّہ نما بنایا جائے اور ایک طرف ایک طاقچہ (مضبوط) رکھا جائے تاکہ بوسیدہ قرآن مجید ان میں ادب کے ساتھ رکھ دیئے جائیں یہ کام ہر مسلمان اپنے طور پر اپنی مدد آپ خود کریں۔ الحمدللہ ہم بعض مسلمانوں کی آبادیوں میں حاضری دیتے ہیں تو اس طرح کے قبے نظر آتے ہیں تو بھلے لگتے ہیں جو اس طرح کی کاروائی پر ہماری تجویز قبول کرلے تو جہاں اولیاءِ کرام کے قُبّہ جات بنانے والوں کو منجانب اللہ انعامات نصیب ہوں گے وہاں اس سے بڑھ کر اس کے کلامِ پاک کے اعزاز میں قُبّہ جات بنانے والوں کو اجر و ثواب نصیب ہو گا۔

هذا آخر مارقمه قلم

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۲۹ صفر المظفر ۱۴۲۰ھ، ۱۴ جون ۱۹۹۹ء

بہاولپور۔ پاکستان